احکام القرآن

معانی القرآن للفراء کی روشنی میں

(۲)

غلام مرتضیٰ آزاد

اس سلسلے کی پہلی قسط فروری ۱۹۷۱ کے فکرو نظر میں شائع ہوئی تھی ۔ مضمون کی ترتیب میں کتب فقہ کی پیروی کی گئی ہے ۔ ہر عنوان سے متعلق آیت درج کر کے پہلے الفراء کی تشریحات دی گئی ہیں۔ اس کے بعد اس آیت سے متعلق دیگر علماء و فقہاء کی آراء کا خلاصہ ’’ فائدہ ‘‘ کے زیر عنوان پیش کیا گیا ہے ۔

معاملات

نکاح

نکاح کو معاشرتی زندگی میں ایک اہم مقام حاصل ہے ۔ الفراء نے نکاح سے متعلق بعض آیات کی جو تشریح کی ہے وہ پیش خدمت ہے ۔

آیت : ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن و لأمة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرك ولو اعجبکم اولئك یدعون الی النار واللہ یدعو الی الجنة والمغفرة باذنه ویبین آیاته للناس لعلهم یتذکرون ۔ (البقرة : ۲۲۱)

ترجمہ : اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو اور واقعتاً مشرک عورت سے ، خواہ وہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے ، مومن لونڈی بہتر ہے ۔ اور (اسی طرح) مشرک مردوں سے جب تک وہ ایمان

نہ لائیں (مومن عورتوں کا) نکاح نہ کراؤ - بلاشبہ مشرک (مرد) سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے - یہ (مشرک) لوگ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور خدا اپنے حکم کے ذریعہ بہشت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے - اور اپنی نشانیاں لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں -

تشریح : قولہ '' ولا تنکحوا المشرکات '' کو تمام قراء نے لاتنکحوا (ثلاثی مجرد) پڑھا ہے ، اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے نکاح مت کرو - الفراء کہتے ہیں اگر اس کو لاتنکحوا (از باب افعال) پڑھا جائے تو میرے نزدیک زیادہ اچھا ہے - اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے مسلمان مردوں کا مشرک عورتوں سے نکاح مت کراؤ - (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : ۱ - بعض علماء کے نزدیک ، 'مشرکات ' کے مفہوم میں کتابیات اور مجوسیات بھی شامل ہیں (تفسیر طبری) ۲ - قتادہ اور بعض دیگر علماء کا خیال ہے کہ کتابیات ، 'مشرکات ' کے مفہوم میں شامل نہیں اور ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے (تفسیرطبری و احکام القرآن ، لابن العربی) ۳ - بعض علماء کی رائے ہے کہ 'مشرکات، کے مفہوم میں کتابیات بھی شامل ہیں لیکن ، '' والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم '' (المائدہ : ۵) کی رو سے کتابیات کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے - (تفسیر طبری و احکام القرآن لابن العربی) ۴ - حنفیہ کے نزدیک بھی کتابیات سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ پاک دامن ہوں ، مگر مجوسی عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں (الھدایہ و مبسوط سرخسی) البتہ برسر پیکار اھل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا حنفیہ کے نزدیک حرام ہے (الفقہ علی المذاھب الاربعہ) اور بقول ابوبکر الجصاص مکروہ ہے (احکام القرآن لابی بکر الجصاص) (۵) صابئہ سے نکاح کرنا ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے جب کہ ابویوسف اور محمد اسے جائز نہیں سمجھتے - (مبسوط سرخسی)

آیت : وان خفتم الاتقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة اوما ملکت ایمانکم ذلك ادنی الاتعولوا (النساء :٣)

ترجمه : اور اگر تم کو یتیم (عورتوں) کے بارے میں انصاف نه کرنے کا خوف هو تو جو عورتیں تمہیں پسند هوں ، دو دو اور تین تین اور چار چار سے نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشه هو که (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نه کر سکو گے تو ایک عورت (کافی) هے یا (لونڈی سے) جس کے تم مالک هو۔ اس سے تم بےانصافی سے بچ جاؤ گے۔

تشریح : قوله - ''فانکحوا ما طاب لکم من النساء'' یعنی الواحدة الی الاربع - مطلب یه هے که ایک تا چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت هے۔ (معانی القرآن للفراء)

فائده : ابن العربی نے اس مقام پر ایک لطیفه لکھا هے که بعض حمقاء نے اس آیت سے بیک وقت نو عورتوں کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کیا هے۔ (احکام القرآن ، لابن العربی)

آیت : وآتوا النساء صدقتهن نحلة فان طبن لکم عن شئی منه نفسا فکلوه هنیئاً مریئا (النساء : ٤)

ترجمه : اور عورتوں کو ان کے مهر خوشی سے دے دیا کرو هاں اگر وه اپنی خوشی سے اس میں سے تم کو کچھ چھوڑ دیں تو اسے خوشگواری سے کھا لو۔ (النساء :٤)

تشریح : علماء میں اختلاف هے که اس آیت میں لفظ ، ''آتوا'' کا خطاب ازواج (شوهروں) سے هے یا عورتوں کے اولیاء سے۔ الفراء کہتے هیں که

دور جاهلیت میں عورتوں کے اولیاء عورتوں کا مہر عورتوں کے حوالے نہیں کرتے تھے۔ لہذا یہ خطاب عورتوں کے اولیاء سے ہے۔ (معانی القرآن للفراء)۔

حیض

آیت : ویسئلونك عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوهن حتی یطهرن (البقرة : ۲۲۲)

ترجمه : اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ھیں کہہ دو وہ تو اذیت ہے، سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی رهو اور جب تک پاک نہ هوجائیں ان سے مقاربت نہ کرو۔

تشریح : قوله '' یطهرن '' عبدالله بن مسعود کی قرأة میں '' یتطهرن '' (بالتاء) ہے۔ دیگر قراء اس لفظ کو یطهرن (بسکون الطاء) بهی پڑھتے ھیں اور یطّهرن (بالتشدید) بھی۔ یطهرن (بالتخفیف) هو تو مطلب هوگا خون حیض آنا بند هوجائے۔ یتطهرن (بالتاء) یا یطّهرن (بالتشدید) هو تو مطلب ہے انقطاع حیض کے بعد غسل بهی کرلیں۔ هم اس قرأة اور اس رائے کو پسند کرتے ھیں۔ (معانی القرآن للفرا)

فائده : ابوحنیفه کی رائے میں انقطاع حیض کے بعد مقاربت جائز ہے اس کے لئے غسل شرط نہیں۔ زهری، ربیعه، مالک، اسحق، احمد اور ابوثور کی یه رائے ہے که انقطاع حیض کے بعد غسل سے پہلے مقاربت جائز نہیں۔ طاؤس اور مجاهد نے یطهرن (بالتخفیف) کا یه مفهوم بیان کیا ہے که انقطاع حیض کے بعد وضوء کرلے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

رضاعت

آیت : و الوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة وعلی المولودله رزقهن وکسوتهن بالمعروف لاتکلف نفس الاوسعها لاتضار والدة بولدها ولا مولودله بولده وعلی الوارث مثل ذلك . (البقرة : ۲۳۳)

ترجمه : اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ھے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاھے - اور دودھ پلانے والی ماؤں کا رزق اور پہناوا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ھوگا - کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جائے گی (تو یاد رکھو) کہ نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقه) بچے کے وارث کے ذمه ھے -

تشریح : قوله ''لاتضار والدة بولدها'' یعنی اگر ماں کا دودھ صحت مند ھو تو بچه ماں سے چھین کر کسی دوسری عورت کو نه دیا جائے -

قوله : '' ولا مولودله بولده'' ''مولودله'' سے مراد بچے کا باپ ھے - باپ کو نقصان نه پہنچانے کا مطلب یه ھے که جب ماں کو پہچاننے لگے اور اس سے مانوس ھوجائے ، تو بچے کو ایک دم باپ کے حوالے نہیں کر دینا چاھئے - (معانی القرآن للفراء)

طلاق

حتی الامکان طلاق سے پرھیز کرنا چاھیئے - اگر میاں بیوی کے تعلقات میں کبھی پیچیدگی واقع ھوجائے تو اسے حتی المقدور سلجھانے کی کوشش کی جائے -

آیت : وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله و حکما من اهلها ان یریدا اصلاحا یوفق الله بینهما ان الله کان علیماخبیرا (النساء : ٣٥) -

ترجمه : اگر تم کو میاں بیوی کے درمیان ان بن کا خوف ھو تو ایک پنچ مرد کے خاندان میں سے ، اور ایک پنچ عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو - وہ اگر صلح کرادینی چاھیں گے تو خدا ان میں موافقت پیدا کردے گا - کچھ شک نہیں که خدا سب کچھ جانتا ھے اور سب باتوں سے خبردار ھے -

تشریح : پنچوں کو چاھئے کہ وہ میاں بیوی سے الگ الگ تبادلۂ خیال کریں اور معلوم کریں کہ غلطی کس فریق کی ہے۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : ابن عباس ، ابوحنیفہ اور شافعی کی رائے ہے کہ پنچ خود فیصلہ نہ کریں بلکہ تمام بات ٹھیک بلاکم و کاست سلطان (عدالت) تک پہنچائیں۔ بعض دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ پنچ فیصلہ کرنے کے بھی مجاز ہیں۔ الفراء کی رائے دونوں آراء کو حاوی ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

آیت : وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح و ان تعفوا اقرب للتقوی البقرۃ : ۲۳۷

ترجمہ : اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے سے پہلے طلاق دے دو اور مہر مقرر کرچکے ہو تو آدھا مہر دینا ہوگا ہاں اگر وہ عورتیں مہر بخش دیں یا وہ مرد جن کے ھاتھ میں عقد نکاح ہے (اپنا حق چھوڑ دیں (اور پورا پورا مہر دے دیں تو ان کو اختیار ہے) اور اگر تم مرد لوگ ھی اپنا حق چھوڑ دو تو یہ پرھیز گاری کی بات ہے۔

تشریح : قولہ " من قبل ان تمسوھن " یعنی جماع سے پہلے۔
قولہ :" او یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح " اس سے مراد شوھر ہے۔

فائدہ : "جس کے ھاتھ میں عقد نکاح ہے" کے مفہوم میں ائمہ فقہ نے اختلاف کیا ہے۔ علی ، شریح ، سعید بن المسیب ،جبیر بن مطعم ، مجاھد ، ثوری ، ابوحنیفہ اور شافعی اس سے شوھر مراد لیتے ھیں۔ ابن عباس ، حسن ، عکرمہ ، طاؤس ، عطاء ابوالزناد ، زبدین اسلم ، ربیعہ ، علقمہ ، ابن شہاب ، اسود بن یزید ، شریح الکندی ، شعبی ، اور قتادہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد ولی ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

آیت : واذاطلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ینکحن ازواجهن اذاتراضوا بینهم بالمعروف (البقرة : ۲۳۲)

ترجمه : اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت کو پہنچیں تو انھیں اپنے شوھروں کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو، جب که وہ آپس میں جائز طور پر راضی ھوجائیں۔

تشریح : الفراء نے اس آیت کا یه مفھوم بتایا ھے که عورت، خاوند سے جدا ھونے کے بعد اگر مہر جدید سے مراجعت کرنا چاھے تو اس پر دباؤ مت ڈالو۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : ابن العربی نے اس آیت کے تحت کہا ھے که عورت (ثیبه) کو خود سے نکاح کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ یه حق صرف ولی کو حاصل ھے، جب که ابوحنیفه کا مسلک اس کے برعکس ھے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

الفراء نے لفظ، " ان ینکحن " سے رجعت اور ابن العربی نے نکاح جدید مراد لیا ھے۔

عدت

(۱) مطلقه کی عدت تین قروء، تین حیض یا تین طہر ھے (البقرة : ۲۲۸)

(۲) وہ بوڑھی عورتیں جو حیض سے نا امید ھوچکی ھیں ان کی عدت تین مہینے ھے۔

(۳) وہ کم عمر عورتیں جن کو ابھی حیض آنا شروع نہیں ھوا، اگر ان کو طلاق دی جائے تو ان کی عدت بھی تین مہینے ھے۔

(۴) حمل والی عورتوں کو اگر طلاق دی جائے تو ان کی عدت وضع حمل ھے (سورة الطلاق : ۴)

(٥) بیوہ کی عدت ۴ مہینے دس دن ہے (البقرۃ : ۲۳۴)

(٦) وہ مطلقہ جس کے ساتھ خلوت نہ کی گئی ہو اس کی کوئی عدت نہیں (سورۃ الاحزاب: ۴۹)

آیت : ولا جناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء او کننتم فی انفسکم علم اللہ انکم ستذکرونھن ولکن لاتواعدوھن سرا الا ان تقولوا قولا معروفا ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ و اعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ و اعلموا ان اللہ غفورحلیم (البقرۃ : ۲۳۵)

ترجمہ : اگر تم اشارے کنائے میں عورتوں کو نکاح کا پیغام بھیجو یا (نکاح کی خواہش کو) اپنے دلوں میں مخفی رکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم ان سے نکاح کا ذکر کرو گے۔ مگر (ایام عدت میں) اس کے سوا کہ دستور کے مطابق کوئی بات کہو کوئی پوشیدہ معاھدہ نہ کرنا۔ اور جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا۔ اور جان رکھو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا کو سب معلوم ہے، تو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا بخشنے والا اور حلم والا ہے۔

تشریح : قولہ ''ولکن لاتواعدوھن سرا''۔ سر سے مراد ہے عورت کا دل موہ لینے کے لئے اس کے سامنے خودستائی کرنا۔ الفراء اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ھیں کہ اس مقام پر ''سر'' کا معنی نکاح ہے۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : اھل لغت نے ''سر'' کے متعدد معانی بیان کئے ھیں۔

١ - خلوت میں سرگوشی کرنا۔ ٢ - سرالوادی یعنی وادی کا کنارہ۔

٣ - سرا لشیٔ، خیارہ یعنی کسی چیز کا بہتر حصہ۔ ۴ - زنا۔ ٥ - جماع۔

٦ - شرمگاہ۔ (احکام القرآن، لابن العربی) ابن جریر طبری نے اس مقام پر ''السر'' سے زنا مراد لیا ہے اور اعشی کا یہ شعر بطور شاھد پیش کیا ہے۔

فلا تقربن جارۃ ان سرھا علیك حرام فانکحن اوتابدا (تفسیر طبری)

قسم

آیت : لایؤاخذکم اللہ باللغوفی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم واللہ غفورحلیم (البقرۃ : ٢٢٦)

ترجمہ : خدا تمہاری لغو قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن جو قسمیں تم قصد دلی سے کھاؤ ان پر مؤاخذہ کرے گا اورخدا بخشنے والا بردبار ہے

تشریح : قولہ ''اللغو'' لغو کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ عام طور پر جو الفاظ مثلا ''لا واللہ۔ وبلی واللہ'' (اور اردو زبان میں قسم سے، واللہ) وغیرہ زبان پر آجاتے ہیں ان پر مؤاخذہ نہیں۔

اللغو کی دوسری تفسیر۔

قسم (یمین) کی چار قسمیں ہیں،۔ ان میں دو ایسی ہیں جن پر استغفار بھی ہے اور کفارہ بھی۔ مثلاً کوئی شخص کہے واللہ لا افعل (بخدا میں یہ کام نہیں کروں گا) مگر اس کے باوجود کر ڈالے تو اس پر کفارہ بھی ہے اور استغفا بھی۔ اسی طرح اگر کہے واللہ لافعلن (بخدا میں یہ کام ضرور کروں گا) اور پھر اس کام کو نہ کرے تو کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا اور توبہ بھی کرنی پڑے گی۔

اور دو قسمیں ایسی ہیں جن پر کفارہ تو نہیں البتہ توبہ کرنا ضروری ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے واللہ ما فعلت (واللہ میں نے یہ کام نہیں کیا) حالانکہ اس نے وہ کام کیا ہے۔ اسی طرح اگر کہے واللہ لقد فعلت (واللہ میں نے یہ کام کیا ہے) جب کہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو۔ تو گویا اس قسم کے الفاظ جھوٹ ہوں گے اور اسی کو۔ یمین لغو کہا جاتا ہے۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : لغو قسم کی تفسیر میں دیگر علماء کی آراء ملا حظہ ہوں :

١ - قسم کے وہ الفاظ جو بلا قصد و ارادہ زبان پر آجایا کرتے ہیں۔ ٢ - ظن (گمان) کی بناء پر کوئی قسم کھائی جائے۔ ٣ - غصے کی حالت میں جو قسم

کھائی جائے ٤ - برا کام (مثلاچوری یا قتل) کرنے کے لئے جو قسم کھائی جائے ٥ - یوں کہنا کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میرا ستیاناس ہوجائے ٦ - بھول کر خلاف واقعہ قسم کھانا - (احکام القرآن لابن العربی)

قسم کا کفارہ

آیت : لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ماتطعمون اهلیکم اوکسوتهم اوتحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام ذلك کفارة ایمانکم اذاحلفتم واحفظوا ایمانکم کذلك یبین اللہ لکم آیاته لعلکم تشکرون) (المائدة : ٨٩

ترجمه : خدا تمہاری بےارادہ قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ لیکن پختہ قسموں پر جن کے خلاف کرو گے مؤاخذہ کرے گا۔ تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے، جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ تین روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھالو (اور اسے توڑ دو) اور (تم کو) چاہئے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس طرح خدا تمہارے لئے (یعنی تمہارے سمجھانے کے لئے) اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

تشریح : ما قبل آیت کے تحت لغو قسم کی مکمل تفسیر پیش کی جاچکی ہے۔ پختہ قسم، جب اس کو توڑ دیا جائے، کے کفارہ میں یا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا ایک غلام آزاد کرے یا تین روزے رکھے۔

الفراء عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کرتے ہیں کہ تین روزے مسلسل ہونے چاہئیں۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : شافعی اور مالک کی رائے یہ ہے کہ بیچ میں وقفہ کرنا جائز ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

بدکاری :

آیت : و اللتی یاتین الفاحشۃ من نساءکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفاھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا و الذان یاتیانھا منکم فاذوھما فان تابا و اصلحا فاعرضوا عنھما ان اللہ کان توابا رحیما ۔ (النساء : ١٥ ، ١٦)

ترجمہ : مسلمانو ! تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں ان پر اپنے لوگوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو ۔ اگر وہ (ان کی بدکاری کی) گواہی دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک موت ان کا کام تمام کر دے یا خدا ان کے لئے کوئی اور سبیل (پیدا) کر دے ۔ اور جو دو فرد تم میں سے بدکاری کریں تو ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نیکوکار ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا (اور) مہربان ہے ۔

تشریح : قولہ " فامسکوھن فی البیوت " آیت نمبر ١٥ کا یہ حصہ آیت نمبر ١٦ کے ابتدائی الفاظ " و الذان یاتیانھا منکم فاذوھما " کی وجہ سے منسوخ ہے ۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : " فامسکوھن فی البیوت " کا حکم الفراء اور طبری دونوں کی رائے میں منسوخ ہے ، لیکن فراء " والذان یاتیانھا " کو اس کا ناسخ قرار دیتے ہیں اور طبری آیت رجم کو ۔

قتل :

سورۃ المائدۃ کی آیت : ٣٢ کے مطابق ناحق کسی کو قتل کرنا تمام انسانوں کے قتل کے مرادف ہے ۔ قاتلانہ جرائم کو ختم کرنے کے لئے قرآن مجید نے قصاص کی حیات بخش سزا مقرر کی ہے (البقرۃ : ١٧٩)

آیت : یایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی (البقرۃ : ١٧٨)

ترجمہ : مومنو ! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی قتل کے بدلے قتل) کا حکم دیا جاتا ہے اس طرح پر کہ آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ۔

تشریح : یہ آیت عرب کے ان دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے ایک معزز اور دوسرا غیر معزز تھا ، یہاں تک کہ معزز قبیلے کے لوگ کمتر قبیلے کی عورتوں سے مہر کے بغیر شادی کر لیتے۔ غیر معزز قبیلے کے لوگوں نے معزز قبیلے کے چند افراد کو قتل کر دیا تو معزز قبیلے والوں نے قسم کھائی کہ ہم اپنی مقتول عورت کے بدلے ان کے مرد اور اپنے مقتول غلام کے بدلے ان کے آزاد افراد کو قتل کرینگے ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ مگر یہ آیت، وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الخ (المائدۃ : ۴٥) سے منسوخ ہے ۔
(معانی القرآن للفراء)

آیت : وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ و من قتل مؤمنا خطأ فتحریر رقبۃ مؤمنۃ و دیۃ مسلمۃ الی اھلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدولکم وھو مؤمن فتحریر رقبۃ مؤمنۃ و ان کان من قوم بینکم و بینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ و تحریر رقبۃ مؤمنۃ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ و کان اللہ علیما حکیما ۔ (النساء : ٩٢)

ترجمہ : اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر غلطی سے اور جو غلطی سے مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے، ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو ان کی مرضی) ۔ اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہے اور وہ خود (مقتول) مومن ہے تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے ۔

اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن کا تم سے صلح کا عہد ہو تو وارثان مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہئے ۔ اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے ۔ یہ (کفارہ) خدا کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لئے) ہے ۔ اور خدا سب کچھ جانتا ہے (اور) بڑی حکمت والا ہے ۔

تشریح : قولہ "رقبہ مؤمنہ"۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں ۔ اس کا مطلب ہے وہ غلام جو عاقل بالغ اور نمازپڑھنے والا ہو ۔ قولہ : "فان کان من قوم عدو لکم و ھو مؤمن" بسا اوقات غیر مسلموں میں سے بعض لوگ اسلام قبول کر لیتے تھے لیکن اس کا اظہار نہیں کرتے تھے ایسا آدمی اگر کسی مسلم کے ھاتھ سے قتل ھوجائے تو مقتول کے ورثاء (مسلم دشمنوں) کو معاوضہ نہیں دینا چاہئے ۔ ھاں قاتل کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے ۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : اس نازک صورت حال میں خون بہا (دیت) کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے ۔ ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک قاتل پر صرف کفارہ ہے دیت نہیں ۔ شافعی کے نزدیک کفارہ اور دیت دونوں ضروری ہیں ۔ (احکام القرآن لابن العربی)

بغاوت

آیت : انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (المائدہ : ٣٣)

ترجمہ : جو لوگ خدا اور رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے پاؤں کو مخالف جانب سے کاٹ دیا جائے، یا وہ ملک سے

نکال دئے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا (بھاری) عذاب ہے

تشریح : جب کوئی (شر پسند) خونریزی کرے، ڈاکہ ڈالے اور لوگوں کو خوفزدہ بھی کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے۔ اور جب قتل کرے اور ڈاکہ زنی نہ کرے تو اس کو قتل کیا جائے اور جب صرف ڈاکہ زنی کرے تو اس کا دایاں ھاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : علماء کا اختلاف ہے کہ آیا ان یقتلوا اویصلبوا اوتقطع ایدیھم اوینفوا من الارض الگ الگ جرائم کی سزائیں ھیں یا نقض امن کی بنا پر ان میں سے کوئی بھی سزا دی جاسکتی ہے۔ الفراء نے ابن عباس، حسن، قتادۃ اور شافعی کی رائے اختیار کی ہے۔ سعید بن المسیب، مجاھد، عطاء اور ابراھیم کی یہ رائے ہے کہ نقض امن کی بناء پر ان سزاؤں میں سے کوئی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ (۱) اگر قتل و قتال اور سلب و نہب (لوٹ کھسوٹ) دونوں کا ارتکاب کرے تو اس کو سولی پر چڑھا دیا جائے۔
(۲) اگر صرف قتل کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا میں اس کو قتل کیا جائے۔
(۳) اگر صرف ڈاکہ زنی کرے تو مقابل جانب کے ھاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں۔
(۴) اور اگر صرف دھشت پھیلائے تو علاقہ بدر کردیا جائے۔

ابویوسف اور محمد نے اس سلسلہ میں خاص جرائم کے لئے چند خاص سزائیں تجویز کی ھین: (۱) اگر صرف قتل کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔
(۲) اگر صرف ڈاکہ زنی کرے تو مخالف سمت کے ھاتھ پیر کاٹ دئیے جائیں۔
(۳) اگر ڈاکہ زنی کے بعد ارتکاب قتل بھی کرے تو ابوحنیفہ کے نزدیک درج ذیل سزاؤں میں سے کوئی سی سزا تجویز کی جاسکتی ہے : قتل کر دیا جائے یا

سولی چڑھا دیا جائے یا مقابل کے ھاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں اور پھر قتل کر دیا جائے۔ یا مقابل کے ھاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں اور سولی پر چڑھا دیا جائے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

فتنه

آیت : واقتلوهم حیث ثقفتموهم و اخرجوهم من حیث اخرجوکم والفتنة اشد من القتل ولا تقاتلوهم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیه فان قاتلوکم فاقتلوهم کذلك جزاء الکفرین فان انتهوا فان الله غفور رحیم (البقرة : ۱۹۱، ۱۹۲)

ترجمه : اور ان کو جهاں پاؤ قتل کر دو اور جهاں سے انهوں نے تم کو نکالا ھے، وھاں سے تم بھی ان کو نکالدو اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد، قتل و خونریزی سے کہیں بڑھ کر ھے۔ اور جب تک وہ تم سے مسجد حرام (یعنی خانه کعبه) کے پاس نه لڑیں، تم بھی ان سے نه لڑنا۔ ھاں اگر تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ھے اور اگر وہ باز آجائیں تو خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ھے۔

تشریح : قوله "فان قاتلوکم" یعنی اگر وہ لڑائی میں پہل کریں قوله "فان انتهوا" یعنی جنگ شروع ھی نه کریں۔ (معانی القرآن للفراء)

فائده : بعض لوگوں نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ھے۔ ان کا خیال ھے که یه آیت "فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم" کی وجه سے منسوخ ھے۔ ابن العربی نے "انتهوا" کا معنی "انتهوا بالایمان" بیان کیا ھے۔ یعنی کفر و سرکشی سے باز آجائیں۔ (احکام القرآن لابن العربی)

یتیموں کی سر پرستی

آیت : وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان آنستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم ولا تاکلوها اسرافا وبدارا ان یکبروا و من کان غنیا فلیستعفف ومن

كان فقيرا فلياكل بالمعروف فاذا دفعتم اليهم اموالهم فأشهدوا عليهم وكفى بالله حسيبا (النساء : ٦)

ترجمه : اور یتیموں کو بالغ ہونے تک آزماتے رہو (کہ ان کی سمجھ بوجھ کا کیا حال ہے ؟) پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو ۔ اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہوجائیں گے (یعنی بڑے ہوکر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے) اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا ۔ جو شخص آسودہ حال ہو اس کو (ایسے مال سے) پرہیز کرنا چاہئے اور جو بےمقدور ہو وہ مناسب طور پر (یعنی بقدر خدمت) کچھ لےلے ۔ اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کرلیا کرو اور حقیقت میں تو خدا ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے ۔

تشریح : قوله ” فليأكل بالمعروف “ اس کی تشریح میں علماء کی درج ذیل آراء ہیں :

(١) مال یتیم سے کچھ کھانا قطعاً ممنوع ہے ” فلياكل بالمعروف کی اجازت ” ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما “ (النساء : ١٠) کی وجہ سے ختم ہوگئی ۔ (٢) اگر ولی (سرپرست) تو نگر ہے تو مال یتیم میں سے کچھ نہ لے اور اگر مفلس ہے تو مناسب طور پر بقدر خدمت کچھ لے سکتا ہے ۔ (ابن العربی نے لکھا ہے کہ یہ رائے حضرت عمر کی ہے) (٣) ” فلياكل بالمعروف “ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یتیم کے جانوروں پر (مثلاً) سواری کرے یا ان کا دودھ پئے تو اس احتیاط سے کہ جانوروں کو کچھ نقصان نہ پہنچے ۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : بعض علماء نے ” فلياكل بالمعروف “ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر (ولی) مال یتیم میں سے کچھ لے تو اسے لوٹانا ضروری ہوگا ، گویا یہ قرض ہے جسے ادا کرنا لازمی ہے ۔ (احکام القرآن لابن العربی)

قرض

ادھار لین دین معاشی زندگی کا ناگزیر پہلو ھے ، ادھار دینے والے کے لئے ضروری ھے کہ وہ اصل زر سے زائد وصول نہ کرے اور ادھار لینے والے کے لئے ضروری ھے کہ لیا ھوا ادھار وعدہ پر ادا کر دے۔ ادھار لین دین کی رسید لکھوا لینی چاھئے تاکہ نزاع کی نوبت نہ آئے۔ درج ذیل آیت میں ادھار لین دین اور اس سے متعلق بعض احکامات بیان کئے گئے ھیں۔

آیت : یایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولایأب کاتب ان یکتب کما علمه الله فلیکتب ولیملل الذی علیه الحق ولیتق الله ربه ولا یبخس منه شیئا فان کان الذی علیه الحق سفیہا اوضعیفا او لا یستطیع ان یمل ھو فلیملل ولیه بالعدل واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشھداء ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخری ولایأب الشھداء اذا مادعوا ولاتسئموا ان تکتبوہ صغیر اوکبیرا الی اجله ذلکم اقسط عندالله و اقوم للشھادة وادنی الاترتابوا الا ان تکون تجارة حاضرة تدیرونھا بینکم فلیس علیکم جناح الا تکتبوھا و اشھدوا اذاتبایعتم ولا یضار کاتب ولاشھید فان تفعلوا فانه فسوق بکم واتقوا الله ویعلمکم الله والله بکل شیٔ علیم . (البقرة : ٢٨٢)

ترجمه : مومنو ! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور لکھنے والا تم میں سے کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ انصاف سے لکھے۔ نیز لکھنے والا ، جیسا خدا نے اسے سکھایا ھے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وھی (دستاویز کا مضمون بول کر) لکھوائے اور خدا سے ، کہ اس کا مالک ھے ، خوف کرے اور زر قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے ۔ اور اگر قرض لینے والا بےعقل یا ضعیف ھو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ھو

تو جو اس کا ولی (سرپرست) ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے ۔ اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کا) گواہ کرلیا کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ، جن کو تم گواہ پسند کرو کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری یاد دلا دے گی ۔ اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں ۔ اور قرض تھوڑا ہو یا بہت ، اس کے لکھنے لکھانے میں سستی نہ کرنا یہ بات تمہارے خدا کے نزدیک نہایت قرین انصاف ہے اور شہادت کے لئے بھی یہ نہایت درست طریقہ ہے ۔ اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا ۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ۔ اور جب خرید و فروخت کیا کرو تو بھی گواہ کر لیا کرو ۔ اور کاتب اور گواہ کو نقصان نہ پہنچایا جائے ۔ اگر تم لوگ (ایسا) کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے ۔ اور خدا سے ڈرو ۔ اور (دیکھو کہ) وہ تم کو (کیسی مفید باتیں) سکھاتا ہے ۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ۔

تشریح : قولہ ” فاکتبوہ “ الفراء کہتے ہیں لکھ لینا فرض (ضروری) نہیں ، بلکہ مستحسن (بہتر) ہے ۔ اگر نہ لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں ۔ یہ (صیغۂ) امر بالکل اسی طرح ہے جس طرح ” واذاحللتم فاصطادوا “ (یعنی شکار کرنا تمہارے لئے مباح (جائز) میں ہے لفظ ” فاصطادوا “ اور واذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض (جب نماز جمعہ ادا کر چکو تو پھر منتشر ہو جایا کرو یعنی منتشر ہو جانا فرض نہیں بلکہ اذن (اجازت) ہے میں لفظ ” فانتشروا “ ۔

قولہ ”ولایأب کاتب ان یکتب کما علمه الله “ فراء کہتے ہیں کاتب کو یہ حکم ، اس انداز میں ، اس لئے دیا گیا ہے کہ آنحضرت ؐ کے عہد میں کاتبوں کی قلت تھی ۔

قولہ ” فان کان الذی علیه الحق سفیها أوضعیفاً “ سفیهاً کا مفہوم

ہے جاہل اور صغیفاً کا مطلب ہے بچہ یا عورت۔

قولہ '' فلیملل ولیہ '' یعنی صاحب دین۔

قولہ '' ولایضار کاتب ولا شہید '' یعنی جب کاتب اور شہید (گواہ) کسی ضروری کام میں مشغول ہوں تو ان کو نہ بلایا جائے

(معانی القرآن للفراء)

فائدہ: شعبی کہتے ہیں '' فاکتبوہ '' کا حکم فرض کفایہ ہے جیسے جہاد کرنا اور نماز جنازہ ادا کرنا۔ مجاهد اور عطاء کی رائے ہے کہ ادھار لین دین کی دستاویز لکھ لینا مندوب (بہتر) ہے۔ ضحاک کہتے ہیں۔ فاکتبوہ کا حکم منسوخ ہے '' سفیہ کے متعلق علماء کی درج ذیل آراء ہیں:

(۱) اس سے مراد جاہل ہے۔ (۲) اس سے مراد بچہ ہے۔ (۳) اس مراد بچہ اور عورت ہیں۔ (۴) اس سے مراد فضول خرچی کرنے والا ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی)

'' ضعیف '' سے مراد (علی اختلاف العلماء) یا تو احمق ہے یا گونگا یاغبی (کندذہن) طبری نے آخری رائے کو ترجیح دی ہے (تفسیر طبری)

'' لایستطیع ان یمل '' کی تفسیر میں درج ذیل اقوال ہیں:

(۱) اس سے مراد غبی ہے (۲) مقید (۳) مجنون

'' ولا یضار کاتب ولا شہید '' اس کی تشریح میں علماء کی درج ذیل آراء ہیں:

۱ - کاتب سے کوئی ایسی چیز لکھنے کو کہا جائے جو بوقت معاملہ املاء نہیں کرائی گئی تھی اور شاہد سے کسی ایسے معاملے میں گواہی دینے کو کہا جائے جو اس نے نہیں دیکھا۔ (قتادة - طاووس)

۲ - کاتب کو لکھنے اور شاہد کو شہادت دینے سے روک دیا جائے۔ ابن عباس، مجاہد، عطاء

۳ - کاتب اور شاہد کو ایسی حالت میں (برائے کتابت وشہادت) بلایا جائے جب وہ معذورو مشغول ہوں ۔ (احکام القرآن لابن العربی)

حلال و حرام

آیت : انما حرم علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم ۔ (البقرۃ ۱۷۳)

ترجمہ : اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے ۔ ہاں جو ناچار ہوجائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے ، اس پر کچھ گناہ نہیں ۔ بے شک خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے ۔

تشریح : قولہ ''غیر باغ ولا عاد'' مذکورہ بالا محرمات اس مضطر کے لئے حلال نہیں جو کسی گناہ کی غرض سے جارہا ہو ۔ ''مضطر'' پیٹ بھر کر نہ کھائے ، نہ ھی اس میں سے کچھ دوسرے وقت کے لئے بچا رکھے ۔ (معانی القرآن للفراء)

آیت : حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ و الموقوذۃ و المتردیۃ و النطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق (المائدۃ :۳)

ترجمہ : تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے ۔ یہ سب حرام ہیں ۔ اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں ، مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو ۔ اور وہ جانور بھی

حرام ہے جو استھان پر ذبح کیا جائے اور پانسوں سے قسمت معلوم کرنا بھی، یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔

تشریح: قولہ " المنخنقہ " ما اختنقت و ما تت ولم تدرك۔ جو گلا گھٹ کر مر جائے اور ھاتھ نہ آئے (کہ ذبح کیا جاسکے)

قولہ " الموقوذۃ " المضروبہ حتی تموت ولم تذك۔ جو جانور چوٹ لگ کر مر جائے اور حلال نہ کیا جا سکے۔

قولہ " المتردیہ " ماتردی من فوق جبل اوبئر۔ جو جانور پہاڑ کے اوپر سے یا کنواں میں گر پڑے اور مر جائے۔

قولہ "النطیحہ" ما نطحت۔ جس کو دوسرے جانوروں نےسینگ مار کر ھلاک کیا ہو۔

قولہ "وما ذبح علی النصب "۔ ذبح للاوثان۔ جو بتوں کی (خوشنودی) کے لئے ذبح کیا جائے۔

قولہ "و ان تستقسموا بالازلام "۔ کعبہ میں چند تیر رکھے ہوئے تھے۔ بعض پر لکھا تھا " امرنی ربی "۔ اور بعض پر لکھا تھا "نہانی ربی" اگر فال میں پہلا تیر نکلتا تو سفر پر روانہ ہو جاتے اور دوسرا نکلتا تو رک جاتے (معانی القرآن للفراء)

آیت: یسئلونك ما ذا احل لهم قل احل لكم الطیبت وما علمتم من الجوارح مكلبین تعلمونهن مما علمكم الله فكلوا مما امسكن علیكم و اذكروا اسم الله علیه واتقوالله ان الله سریع الحساب. (المائدة :۴)

ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ کون کونسی چیزیں ان کے لئے حلال ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ سب پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور وہ (شکار) بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جن کو

تم نے سدھا رکھا ہو۔ تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھا لیا کرو۔ اور (شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت) خدا کا نام لے لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بےشک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔

تشریح : قولہ ”فکلوا مما امسکن علیکم“ وہ شکار تمہارے لئے حلال ہے جس میں سے شکاری جانور نے کچھ نہ کھایا ہو۔ اگر اس نے کھا لیا تو حلال نہ ہوگا اس لئے کہ یہ امسك علی نفسه کے ضمن میں آتا ہے۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : شکاری جانور نے اگر شکار میں سے کچھ کھا لیا ہو تو احناف کے نزدیک وہ شکار حلال نہیں۔ الفراء نے یہی رائے اختیار کی ہے (احکام القرآن لابن العربی)

آیت : یایھاالذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (المائدة: ۹۰)

ترجمہ : اے ایمان والو ! شراب اور جوا اور بت پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ بخات پاؤ۔

تشریح : قولہ ” المیسر“ یعنی ہر قسم کا جوا۔ قولہ ” الانصاب “ اس سے مراد بت ہیں۔ قولہ ” والازلام “ اس سے مراد وہ تیر (پانسے) ہیں جو فال لینے کے لئے کعبہ میں رکھے ہوئے تھے۔ (معانی القرآن للفراء)

وصیت

آیت : کتب علیکم اذا حضراحدکم الموت ان ترك خیرا الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین (البقرة : ۱۸۰)

ترجمہ : تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور

رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کر جائے (خدا سے) ڈرنے والوں پر یہ ایک حق ہے۔

تشریح : اس آیت کے مطابق جو شخص اپنے مال میں کسی کو جس قدر دینا چاھتا دے ڈالتا۔ آیت مواریث (النساء : ۱۱ ، ۱۲) نے اسے منسوخ کر دیا۔ اب مرنے والا اپنے مال میں سے صرف تیسرے حصے کی وصیت کر سکتا ہے۔ (معانی القرآن للفراء)

فائدہ : بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آیت مواریث کے باوجود مرنے والے پر اپنے مال میں وصیت کرنا واجب ہے۔ انہوں نے مسلم کی درج ذیل روایت سے استدلال کیا ہے۔ ''ما حق امریٔ مسلم له شیٔ یوصی فیه یبیت لیلتین و فی روایه ثلاث لیال الا و وصیته مکتوبه عنده ''۔ اور بعض علماء کا خیال ہے کہ وصیت کا حکم منسوخ ہے۔ (احکام القرآن لابن العربی تفسیر طبری)